محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں
ہمارے ہاتھ سے قائم ہوگی

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں ہمارے ہاتھ سے قائم ہوگی

(فرمودہ ۲۰ ؍ستمبر ۱۹۴۸ء برموقع افتتاح ربوہ)

تشہّد ،تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

’’میں اس موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعائیں جو مکہ مکرمہ کو بساتے وقت آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور کی تھیں قرآن کریم سے پڑھوں گا مگر تلاوتِ قرآن کریم کے طور پر نہیں بلکہ دعا کے طور پر ان الفاظ کو دُہراؤں گا اور چونکہ یہ دعائیں ہم سب مل کر کریں گے، اس لئے میں ان الفاظ میں کسی قدر تبدیلی کر دوں گا مثلاً وہ دعائیں جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے مانگی تھیں وہ تثنیہ کے صیغہ میں آتی ہیں۔ کیونکہ اُس وقت صرف حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل ہی دعا کر رہے تھے مگر ہم یہاں بہت سے ہیں اس لئے میں تثنیہ کی بجائے جمع کا صیغہ استعمال کروں گا۔ بہرحال وہ دعائیں میں اب پڑھوں گا، دوست میرے ساتھ ان دعاؤں میں شامل ہو کر آمین کہتے جائیں یا جن کو قرآن کریم کی یہ دعائیں آتی ہوں وہ میرے ساتھ ان دعاؤں کو پڑھتے جائیں۔

(اس کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل الفاظ میں دعائیں مانگیں۔ یہ امر خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے کہ ہر دعا حضور نے تین دفعہ دُہرائی)

رَبَّنَا اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ اے ہمارے ربّ! تو اس جگہ کو ایک امن والا شہر بنا دے اور جو اس میں رہنے والے ہوں ان کو اپنے پاس سے پاکیزہ رزق عطا فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ [1] اے ہمارے ربّ! ہم اس جگہ پر اس لئے بسنا چاہتے ہیں کہ ہم مل کر تیرے دین کی خدمت کریں۔ اے ہمارے ربّ! تو ہماری اس قربانی اور اس ارادے کو قبول فرما۔ اے ہمارے رب تو بہت ہی دعائیں سننے والا اور دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ [2] اے ہمارے ربّ! تو ہم سب کو اپنا فرمانبردار اور سچا مسلمان بنا دے اور ہماری اولادوں کو بھی نہ صرف مسلمان بنا بلکہ ایک مضبوط اور اُمت مسلمہ بنا دے۔ جو اس دنیا میں تیرے دین کی خادم کہلاتی رہے۔ اے ہمارے ربّ! جو ہمارے کرنے کے کام ہیں وہ ہم کو خود بتلا تا رہ اور جو ہم سے غلطیاں ہو جائیں ان سے عفو کرتا رہ۔ تو بہت ہی فضل کرنے والا اور مہربان ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رِجَالاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِکَ وَيُعَلِّمُوْنَهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكُّوْنَهُم اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اے ہمارے ربّ! تو ان میں ایسے آدمی پیدا کرتے رہیو جو تیری آیتیں ان کو پڑھ پڑھ کر سناتے رہیں اور جو ان کو تیری کتاب سکھائیں اور تیرے پاک کلام کے اغراض و مقاصد بتاتے رہیں اور ان کے نفوس میں پاکیزگی اور طہارت پیدا کرتے رہیں۔ تُو ہی غالب حکمت والا خدا ہے۔

یہ وہ دعائیں ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے بساتے وقت کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول فرما کر ایک ایسی بنیاد رکھ دی جو ہمیشہ کے لئے نیکی اور تقویٰ کو قائم رکھنے والی ثابت ہوئی۔ مکہ مکرمہ مکہ مکرمہ ہی ہے اور ابراہیمؑ ابراہیمؑ ہی ہے، مگر وہ شخص بیوقوف ہے جو اس بات کا خیال کر کے کہ مجھے وہ درجہ حاصل نہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل تھا یا میری جگہ کو وہ درجہ حاصل نہیں جو مکہ مکرمہ کو حاصل تھا اس لئے وہ خدا تعالیٰ سے بھیک

مانگنے سے دریغ کرے۔ جب خدا کسی عظیم الشان نعمت کا دروازہ کھولتا ہے تو اس کی رحمت اور بخشش جوش میں آ رہی ہوتی ہے اور دانا انسان وہی ہوتا ہے جو اپنا برتن بھی آگے کر دے کیونکہ پھر اس کا برتن خالی نہیں رہتا۔ فقیروں کو دیکھ لو جب لوگ شادی کر رہے ہوتے ہیں تو اُس وقت ان پر اخراجات کا بوجھ اور دنوں سے زیادہ ہوتا ہے مگر اس کے باوجود وہ نہیں کہتے کہ ہم کیوں سوال کریں۔ اس وقت تو خود ان پر شادی کے اخراجات کا بوجھ پڑا ہوا ہوتا ہے بلکہ جب کسی گھر میں شادی ہو رہی ہوتی ہے وہ بھی اپنا برتن لے کر پہنچ جاتے ہیں اور گھر والا اور دنوں کی نسبت ان کے برتن میں زیادہ ڈالتا ہے کیونکہ اُس وقت اُس کی اپنی طبیعت خرچ کرنے پر آئی ہوئی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص کسی بزرگ کی نقل کرتا ہے تو چاہے وہ اس کے درجہ تک نہ پہنچا ہوا ہو۔ جب بھی وہ اس کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کی کمزوری کو دیکھ کر اس سے زیادہ بخشش کا سلوک کرتا ہے۔ ماں باپ اپنے بچہ سے اُس وقت زیادہ پیار کرتے ہیں جب وہ چھوٹا ہوتا ہے اور جب وہ کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے تو گر جاتا ہے لیکن ایک بالغ بچہ جب چل پھر رہا ہوتا ہے تو ماں باپ کے دل میں محبت کا وہ جوش پیدا نہیں ہوتا جو ایک چھوٹے بچے کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔ پس کسی کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ خانہ کعبہ کے ذریعہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے دین کی ایک آخری بنیاد قائم کی گئی تھی اس سے ہمارے گھروں کو کیا واسطہ ہے اسی کا واسطہ دے کر مانگنا ہی تو خدا تعالیٰ کی رحمت کو بڑھاتا ہے اور انہی کی نقل کرنا ہی تو اصل چیز ہے۔ جو شخص کمزور ہے اور کمزور ہو کر چاہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح چلوں اللہ تعالیٰ اُس کی اِس بات کو دیکھ کر ناراض نہیں ہوتا بلکہ وہ اَور زیادہ خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے دیکھو! میرا یہ کمزور بندہ کتنا اچھا ہے۔ اس میں ہمت اور طاقت نہیں مگر پھر بھی یہ میری طرف سے بھیجے ہوئے ایک نمونہ اور مثال کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سو ہمیں بھی اس کام کی یاد کے طور پر اور اُس بستی کی یاد کے طور پر جس جگہ خدا کے ایک نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے انتظار میں دعائیں کی گئیں اپنے نئے مرکز کو بساتے وقت جو اسی طرح ایک وادیٔ غیر ذی زرع میں بسایا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنی چاہئیں کہ شاید ان لوگوں کے طفیل جو مکہ مکرمہ کے قائم کرنے والے اور مکہ مکرمہ کی پیشگوئیوں کے حامل تھے اللہ تعالیٰ ہم پر بھی اپنا فضل

نازل کرے اور ہمیں بھی ان نعمتوں سے حصہ دے جو اس نے پہلوں کو دیں۔ آخر نیت تو ہماری بھی وہی ہے جو ان کی تھی۔ ہمارے ہاتھ میں وہ طاقت نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی اور ہمارے دل میں وہ قوت نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھی۔ اگر ہم باوجود اس کمزوری کے وہی ارادہ کرلیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تو خدا تعالیٰ ہم سے ناراض نہیں ہوگا۔ وہ یہ نہیں کہے گا کہ کون ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ کہے گا دیکھو! میرے یہ کمزور بندے اِس بوجھ کو اُٹھانے کے لئے آگے آ گئے ہیں جس بوجھ کے اُٹھانے کی ان میں طاقت نہیں۔ دنیا اس وقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بھول گئی ہے بلکہ اور لوگوں کا تو کیا ذکر ہے خود مسلمان آپ کی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ آج دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم انسان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو بھی اُٹھتا ہے مصنف کیا اور فلسفی کیا اور مؤرخ کیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا محسن انسان آج دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم انسان ہے اور دنیا کا سب سے زیادہ معزز انسان آج دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں اسلام کی کوئی بھی غیرت باقی ہے، اگر ہمارے دلوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بھی محبت باقی ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آقا کی کھوئی ہوئی عزت کو پھر دوبارہ قائم کریں۔ اس میں ہماری جانیں، ہماری بیویوں کی جانیں، ہمارے بچوں کی جانیں بلکہ ہماری ہزار ہا پشتیں بھی اگر قربان ہو جائیں تو یہ ہمارے لئے عزت کا موجب ہوگا۔

ہم نے یہ کام قادیان میں شروع کیا تھا مگر خدائی خبروں اور اس کی بتائی ہوئی پیشگوئیوں کے مطابق ہمیں قادیان کو چھوڑنا پڑا۔ اب انہی خبروں اور پیشگوئیوں کے ماتحت ہم ایک نئی بستی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لئے اس وادیٔ غیر ذی زرع میں بسا رہے ہیں۔ ہم چیونٹی کی طرح کمزور اور ناطاقت ہی سہی مگر چیونٹی بھی جب دانہ اٹھا کر دیوار پر چڑھتے ہوئے گرتی ہے تو وہ اس دانے کو چھوڑتی نہیں بلکہ دوبارہ اسے اُٹھا کر منزل مقصود پر لے جاتی ہے اسی طرح گو ہمارا وہ مرکز جو حقیقی اور دائمی مرکز ہے دشمن نے ہم سے چھینا ہوا ہے لیکن ہمارے ارادہ اور عزم میں کوئی تزلزل واقعہ نہیں ہوا۔ دنیا ہم کو ہزاروں جگہ پھینکتی چلی جائے وہ فٹ بال

کی طرح ہمیں لڑکھاتی چلی جائے ہم کوئی نہ کوئی جگہ ایسی ضرور نکال لیں گے جہاں کھڑے ہو کر ہم پھر دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کر دیں اور بغیر ہمارے یہ حکومت دنیا میں قائم ہی نہیں ہوسکتی کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت سے لوگوں کے دل خالی ہو چکے ہیں اور قرآن کریم کی حقیقی تفسیر سے وہ ناواقف ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر لوگوں کے دلوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت پائی جاتی ہے۔ لاکھوں غیر احمدی ایسے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ آپؐ کی نئی بنائی ہوئی شکل سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے بعض احمدی بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ جب یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو ہمارا یہ کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے کہ ان کے دلوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی حقیقی محبت نہیں حالانکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ محبت تو کرتے ہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ سے نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک غلط تصویر سے۔

اسی طرح ہم مانتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی فرمانبرداری کی خواہش رکھتے ہیں مگر وہ اس غلط تاویل کی فرمانبرداری کی خواہش رکھتے ہیں جو ان کے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے اس لئے جب تک احمدیت دنیا میں غالب نہیں آجاتی اسلام غلبہ نہیں پا سکتا اور یہ اتنی موٹی بات ہے کہ مَیں حیران ہوں مسلمان اسے کیوں نہیں سمجھتے اور کیوں وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ باوجود اُلفتِ رسولؐ کے وہ کیوں دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ سیدھی بات ہے مسلمان اس وقت پچاس کروڑ ہیں اور احمدی پانچ لاکھ مگر پانچ لاکھ احمدی جتنی اسلام کی خدمت کر رہا ہے، جس قدر اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے اور جس قدر اشاعت اسلام کے لئے قربانیاں پیش کر رہا ہے اتنی پچاس کروڑ مسلمان نہیں کر رہا۔ اِس وقت دنیا کے گوشہ گوشہ میں احمدی مبلّغ پھیلے ہوئے ہیں اور وہ عیسائیت کا مقابلہ کر رہے ہیں اور مقابلہ بھی معمولی نہیں بلکہ بڑی بڑی عیسائی طاقتوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ان کا مقابلہ مؤثر ہے۔ پندرہ بیس سال ہوئے لکھنؤ میں عیسائیوں کی ایک بہت بڑی کانفرنس ہوئی جس میں یورپ سے بھی عیسائی پادری شامل ہوئے۔ اس میں یہ سوال اُٹھایا گیا

کہ شمالی ہندوستان میں اب کوئی اچھا شریف اور تعلیم یافتہ آدمی عیسائی نہیں ہوتا اس کی کیا وجہ ہے۔ تمام پادری جو اس فن کے ماہر تھے انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ جب سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے دعویٰ کیا ہے اس وقت سے عیسائیت کی ترقی رُک گئی ہے انہوں نے عیسائیت کی اس قدر مخالفت کی ہے کہ جہاں جہاں ان کا لٹریچر پھیل جاتا ہے عیسائیت ترقی نہیں کرسکتی۔ پھر افریقہ کے متعلق ایک بڑی بھاری کمیٹی مقرر کی گئی تھی جسے چرچ آف انگلینڈ نے مقرر کیا تھا جس کی سالانہ آمد ہمارے بہت سے صوبوں سے بھی زیادہ ہے وہ چالیس پچاس کروڑ روپیہ سالانہ عیسائیت کی اشاعت کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اس کمیٹی کی طرف سے جو رپورٹ تیار کی گئی اس میں ۳۶ جگہ یہ ذکر آتا تھا کہ افریقہ میں عیسائیت کی ترقی محض احمدیت کی وجہ سے رُکی ہے۔ ابھی بارہ مہینے ہوئے ایک پادری جسے افریقہ کے دورہ کے لئے بھیجا گیا تھا اس نے افریقہ کے دورہ کے بعد یہ رپورٹ کی کہ افریقہ میں عیسائیت کیوں بے کار جدوجہد کررہی ہے۔ اس نے کئی جگہوں کے نام لئے اور کہا کہ وہاں عیسائیت کے راستہ میں احمدیوں نے روکیں ڈال دی ہیں اور ساتھ ہی اس نے اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ عیسائیت کی تبلیغ اب افریقی لوگوں میں اچھا اثر نہیں کرسکتی ہاں اسلام کی تبلیغ ان میں اچھا اثر پیدا کررہی ہے۔ اس نے کہا جب سے افریقہ میں احمدی آ گئے ہیں عیسائیت ان کے مقابلہ میں شکست کھاتی جارہی ہے چنانچہ عیسائیوں کا فلاں سکول جو بڑا بھاری سکول تھا اب ٹوٹنے لگا ہے اور لوگ اس میں اپنے لڑکوں کو تعلیم کے لئے نہیں بھجواتے۔ پھر اس نے کہا ان حالات کو دیکھتے ہوئے کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ ہم اپنے روپیہ اور اپنی طاقتوں کا اس ملک میں ضیاع کرنے کی بجائے اس میدان کو احمدیوں کے لئے چھوڑ دیں کہ وہ ان لوگوں کو مسلمان بنالیں۔

یہ دشمنوں کا اقرار ہے جو انہوں نے ہماری تبلیغی جدوجہد کے متعلق کیا۔

یہ طاقت ہم میں کہاں سے آئی ہے اور یہ جوش ہم میں کیوں پیدا ہوا؟ اسی لئے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں ایک آگ پیدا کردی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ پھر اسلام کو دنیا میں غالب کردیں۔ پس مسلمان احمدیت کا جتنا بھی مقابلہ کرتے ہیں وہ اسلام کے غلبہ میں اتنی ہی روکیں پیدا کرتے ہیں اور جتنی جلدی وہ احمدیت میں

شامل ہو جائیں گے اتنی جلدی ہی اسلام دنیا میں غالب آ جائے گا۔
حقیقت یہ ہے کہ اِس وقت جس قدر تحریکیں دنیا میں جاری ہیں وہ ساری کی ساری دُنیوی ہیں۔صرف ایک تحریک مسلمانوں کی مذہبی تحریک ہے اور وہ احمدیت ہے۔ پاکستان خواہ کتنا بھی مضبوط ہو جائے کیا عراقی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں؟ کیا شامی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں؟ کیا لبنانی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں؟ کیا حجازی کہیں گے کہ ہم پاکستانی ہیں؟ شامی تو اس بات کے لئے بھی تیار نہیں کہ وہ لبنانی یا حجازی کہلائیں حالانکہ وہ ان کے ہم قوم ہیں، پھر لبنانی اور حجازی اور عراقی اور شامی پاکستانی کہلانا کب برداشت کر سکتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ قولاً تو اتحاد کر سکتے ہیں مگر وہ ایک پارٹی اور ایک جماعت نہیں کہلا سکتے۔ صرف ایک تحریک احمدیت ہی ایسی ہے جس میں سارے کے سارے شامل ہو سکتے ہیں۔عراقی بھی اس میں شامل ہو کر کہہ سکتا ہے کہ مَیں احمدی ہوں، عربی بھی اس میں شامل ہو کر کہہ سکتا ہے کہ میں احمدی ہوں، حجازی بھی اس میں شامل ہو کر کہہ سکتا ہے کہ میں احمدی ہوں اور عملاً ایسا ہو رہا ہے۔ وہ عربی ہونے کے باوجود اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم احمدیت میں شامل ہیں جس کا مرکز پاکستان میں ہے اور اس طرح وہ ایک رنگ میں پاکستان کی ماتحتی قبول کرتے ہیں۔ مگر یہ ماتحتی احمدیت میں شامل ہو کر ہی کی جا سکتی ہے اس کے بغیر نہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ عربی جو اس غرور میں رہتا ہے کہ مَیں اس ملک کا رہنے والا ہوں جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میرا مقابلہ کوئی اور شخص کہاں کر سکتا ہے وہ احمدیت میں شامل ہو کر براعظم ہندو پاکستان کا بھی ادب واحترام کرتا ہے اور یہاں مقدس مقامات کی زیارتوں کے لئے بھی آتا ہے۔غرض ایک ہی چیز ہے جس کے ذریعہ دنیائے اسلام پھر متحد ہو سکتی ہے اور جس کے ذریعہ دوسری دنیا پر کامیابی اور فتح حاصل ہو سکتی ہے اور وہ احمدیت ہے۔آخر کیا وجہ ہے کہ مسلمان دنیا میں ہر جگہ ذلیل ہو رہے ہیں اور ہر جگہ تباہی اور بربادی کا شکار ہو رہے ہیں اس سے زیادہ تباہی اور کیا ہو گی کہ مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کی پچاس ہزار عورتیں اب تک سکھوں اور ہندوؤں کے قبضہ میں ہیں۔ کیا یہ معمولی ذلّت ہے کہ مسلمانوں کی پچاس ہزار عورتوں کو وہ پکڑ کر لے گئے اور ان سے بدکاریاں کر رہے ہیں۔ کیا یہ

معمولی عذاب ہے کہ پانچ چھ لاکھ مسلمان دنوں میں مارا گیا اور پھر فلسطین میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا وہ مسلمانوں کو نظر نہیں آ رہا؟ ابھی حیدر آباد میں جو کچھ ہوا ہے اس سے کس طرح مسلمانوں کو صدمہ ہوا ہے اور وہ اپنے دلوں میں کیسی ذلت اور شرمندگی محسوس کر رہے ہیں مگر یہ ساری مصیبتیں اور بلائیں ایک لمبی زنجیر کی مختلف کڑیوں کے سوا اَور ہیں کیا؟ آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کو جو محبت ہے اس کے ظاہر ہونے کا وقت کب آئے گا اور کون سا وہ دن ہوگا جب خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑکے گی اور مسلمانوں کو اس تنزل اور ادبار سے نجات دلائے گی۔ خدا تعالیٰ کی غیرت کبھی دنیا میں بھڑکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر بھڑکتی ہے تو مسلمانوں کو سوچنا چاہئے کہ اس کے غیرت کے بھڑکنے کا کونسا ذریعہ ہوا کرتا ہے۔ اگر وہ سوچتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ پہلے اپنا مأمور دنیا میں بھیجتا ہے اور پھر اس مأمور کے ذریعہ ہی اس کی غیرت بھڑکا کرتی ہے۔ اس کے سوا خدا تعالیٰ نے کبھی کوئی طریق اختیار نہیں کیا اور یہی ایک طریق ہے جس پر چل کر وہ اب بھی خدا تعالیٰ کی غیرت کا نمونہ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ بات مسلمانوں کے سامنے پیش کرو اور انہیں سمجھاؤ کہ تمہارا فائدہ، اسلام کا فائدہ اور پھر ساری دنیا کا فائدہ اسی میں ہے کہ تم جلد سے جلد احمدیت میں شامل ہو جاؤ۔ آخر وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے وہ ہم سے رُکتے ہیں۔ ہماری تو ساری تاریخ بتاتی ہے کہ ہم نے ہر موقع پر مسلمانوں کی خدمت کی ہے گو اس کے بعد ہمیشہ ان کی طرف سے مخالفت ہی ہوئی ہے مگر پھر بھی ہمارا کیا نقصان ہوا۔ ابھی کوئٹہ میں غیر احمدیوں کی طرف سے ایک جلسہ کیا گیا جس میں لوگوں کو ہمارے خلاف اُکسایا گیا۔ ایک احمدی ڈاکٹر میجر محمود احمد رات کے وقت کسی مریض کو دیکھ کر کار میں واپس آ رہے تھے کہ وہ تقریر کی آواز سن کر وہاں ٹھہر گئے۔ انہوں نے اپنی موٹر باہر کھڑی کی اور خود تھوڑی دیر کے لئے اندر چلے گئے بعض غیر احمدیوں نے انہیں دیکھ کر دوسروں کو اُکسا دیا اور انہوں نے ان پر پتھراؤ شروع کر دیا وہ پتھراؤ کی بوچھاڑ سے بچنے کے لئے ایک طرف اندھیرے میں چلے گئے۔ اِس پر کسی شخص نے وہیں اندھیرے میں خنجر مار کر انہیں شہید کر دیا۔ اس واقعہ کے تیسرے چوتھے دن بعد میرے پاس ایک وفد آیا جس میں بلوچستان مسلم لیگ کے وائس پریذیڈنٹ بھی شامل تھے اور پٹھانوں کی قوم کے ایک سردار بھی شامل تھے ان سب نے

آ کر کہا کہ میجر محمود احمد کے قتل کا جو واقعہ ہوا ہے اس میں صرف پنجابیوں کا قصور ہے ہمارا کوئی قصور نہیں آپ ہم پر گلہ نہ کریں۔ پنجابی مولویوں نے یہاں آ کر مخالفانہ تقریریں کیں جس سے لوگ مشتعل ہو گئے۔ پھر اُس سردار نے جو اپنی قوم کے رئیس اور میونسپل کمیٹی کے ممبر بھی تھے کہا کہ میں نے پنجابیوں کو بُلوایا اور اُن سے کہا کہ تم جو احمدیت کے خلاف شورش کر رہے ہو تم یہ بتاؤ کہ قادیان پنجاب میں ہے یا بلوچستان میں؟ انہوں نے کہا پنجاب میں۔ میں نے کہا جب قادیان پنجاب میں تھا اور تم کو ایک لمبا عرصہ احمدیوں کی مخالفت کے لئے مل چکا ہے تو جب تم وہاں ان لوگوں کو تباہ نہیں کر سکے تو یہاں کیا مقابلہ کرو گے۔ اگر تم میں ہمت اور طاقت تھی تو تم نے ان لوگوں کو یہاں آنے ہی کیوں دیا وہیں کیوں نہ مار ڈالا۔ پھر میں نے پوچھا کہ پنجاب کی آبادی کتنی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اب ۲ کروڑ ہے پہلے ۳ کروڑ ہوا کرتی تھی۔ میں نے کہا بلوچستان کی آبادی کتنی ہے انہوں نے کہا ۱۲ لاکھ۔ میں نے کہا تم دو تین کروڑ ہو کر ان لوگوں کو مار نہیں سکتے تو ہم بارہ لاکھ کو کیوں ذلیل کرتے ہو اور کیوں ہمیں ان کی مخالفت کے لئے اُکساتے ہو؟

حقیقت یہ ہے کہ دنیا نے اپنا سارا زور ہماری مخالفت میں لگا لیا اور ابھی اَور لگائے گی لیکن یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ احمدیت دنیا میں غالب آ کر رہے گی کیونکہ احمدیت کے بغیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غالب نہیں آ سکتے۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنی ذات کے متعلق بھی یہ بات جانتا ہوں کہ میری زندگی کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی زندگی وابستہ ہے اس لئے خدا مجھے بھی دشمن کے ہاتھوں سے نہیں مرنے دے گا اور وہ میرے بچاؤ کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال لے گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ساتھ اسلام کی ترقی کو وابستہ کر دیا ہے جو شخص احمدیت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے وہ اسلام پر ہاتھ اُٹھاتا ہے۔ جو شخص احمدیت کو برباد کرنا چاہتا ہے وہ اسلام کو برباد کرنا چاہتا ہے لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ جب خدا نے ہم پر اتنا بڑا احسان کیا ہے اور ہم کمزوروں اور ناتوانوں کے ساتھ اسلام کی آئندہ ترقی کو وابستہ کر دیا ہے تو ہم اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ اسی لئے باوجود اس کے کہ شہروں میں ہمیں مکان مل سکتے تھے مگر ہم نے نہیں لئے کیونکہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ لوگوں میں بیداری

پیدا کرتے رہیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان میں تنظیم پیدا کریں، ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان کی تعلیم اور تربیت کا خیال رکھیں اور یہ چیز بڑے شہروں میں حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ وہاں جماعت بکھری ہوئی ہوتی ہے۔ پس باوجود اس کے کہ ہمیں شہروں میں جگہیں مل سکتی تھیں ہم نے ان کی پرواہ نہیں کی اور اس وادیٔ غیر ذی زرع کو اس ارادہ اور نیت کے ساتھ چنا ہے کہ جب تک یہ عارضی مقام ہمارے پاس رہے گا ہم اسلام کا جھنڈا اس مقام پر بلند رکھیں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور جب خدا ہمارا قادیان ہمیں واپس دے دے گا یہ مرکز صرف اس علاقہ کے لوگوں کے لئے رہ جائے گا۔ یہ مقام اُجڑے گا نہیں کیونکہ جہاں خدا کا نام ایک دفعہ لے لیا جائے وہ مقام برباد نہیں ہوا کرتا۔ پھر یہ صرف اس علاقہ کے لوگوں کا مرکز بن جائے گا اور ساری دنیا کا مرکز پھر قادیان بن جائے گا جو حقیقی اور دائمی مرکز ہے۔ پس ہم یہاں آئے ہیں اس لئے کہ خدا کا نام اونچا کریں۔ ہم اس لئے نہیں آئے کہ اپنے نام کو بلند کریں۔ ہمارا نام شہروں میں زیادہ اونچا ہوسکتا تھا اور ہم اگر اپنے نام کو بلند کرنے کی خواہش رکھتے تو اس کے لئے بڑے شہر زیادہ موزوں تھے بلکہ خود اُن شہروں کے رہنے والوں نے بھی خواہش کی تھی کہ وہیں جماعت کے لئے زمینیں خرید لی جائیں۔ چنانچہ لاہور، کوئٹہ اور کراچی میں چوٹی کے آدمی مجھ سے ملنے کے لئے آتے اور خواہش کرتے تھے کہ انہی کے شہروں میں ہم رہائش اختیار کریں۔ کراچی میں بھی لوگوں نے یہی خواہش کی اور کوئٹہ میں بھی لوگوں نے یہی خواہش کی۔ غرض اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمیں ظاہری عزت شہروں میں زیادہ ملتی تھی مگر ہمارا کام اپنے لئے ظاہری عزت حاصل کرنا نہیں بلکہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اس جگہ کی تلاش کریں جہاں اسلام کی عزت کا بیج بوسکیں اور ہم نے اسی نیت اور ارادہ کے ساتھ اس وادیٔ غیر ذی زرع کو چنا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو یہاں کوئی فصلیں نہیں، کہیں سبزی کا نشان نہیں گویا چن کر ہم نے وہ مقام لیا ہے جو قطعی طور پر آبادی اور زراعت کے ناقابل سمجھا جاتا تھا تاکہ کوئی شخص یہ نہ کہہ دے کہ پاکستان نے احمدیوں پر احسان کیا ہے مگر کہنے والوں نے پھر بھی کہہ دیا ہے کہ کروڑوں کروڑ کی جائداد پاکستان نے احمدیوں کو دے دی ہے۔ یہ زمین ہم نے دس روپیہ ایکڑ پر خریدی ہے اور یہ زمین

ایسی ہے جو بالکل بنجر اور غیر آباد ہے اور صدیوں سے بنجر اور غیر آباد چلی آتی ہے۔ یہاں کوئی کھیتی نہیں ہوسکتی، کوئی سبزہ دکھائی نہیں دیتا، کوئی نہر اِس زمین کو نہیں لگتی۔ اس کے مقابلہ میں مَیں نے خود مظفر گڑھ میں نہر والی زمین آٹھ روپیہ ایکڑ پر خریدی تھی بلکہ اس مظفر گڑھ میں ایک لاکھ ایکڑ زمین میاں شاہ نواز صاحب نے آٹھ آنے ایکڑ پر خریدی تھی جس سے بعد میں انہوں نے بہت نفع کمایا۔ یہ زمین ہم نے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان اس لئے خریدی ہے کہ میری ایک رؤیا اِس زمین کے متعلق تھی۔

یہ رؤیا دسمبر ۱۹۴۱ء میں مَیں نے دیکھی تھی اور ۲۱ ردسمبر ۱۹۴۱ء کے الفضل میں شائع ہوچکی ہے۔ اب تک دس ہزار آدمی یہ رؤیا پڑھ چکے ہیں اور گورنمنٹ کے ریکارڈ میں بھی یہ رؤیا موجود ہے۔ میں نے اُس رؤیا میں دیکھا کہ قادیان پر حملہ ہوا ہے اور ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے جارہے ہیں مگر مقابلہ کے بعد دشمن غالب آگیا اور ہمیں وہ مقام چھوڑنا پڑا۔ باہر نکل کر ہم حیران ہیں کہ کس جگہ جائیں اور کہاں جا کر اپنی حفاظت کا سامان کریں۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ مَیں ایک جگہ بتاتا ہوں۔ آپ پہاڑوں پر چلیں وہاں اٹلی کے ایک پادری نے گرجا بنایا ہوا ہے اور ساتھ ہی اس نے بعض عمارتیں بھی بنائی ہوئی ہیں جنہیں وہ کرایہ پر مسافروں کو دیتا ہے وہ مقام سب سے بہتر رہے گا۔ مَیں ابھی متردّد ہی تھا کہ اس جگہ رہائش اختیار کی جائے یا نہ کی جائے کہ ایک شخص نے کہا آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ یہاں مسجد بھی ہے۔ اس نے سمجھا کہ کہیں میں رہائش سے اس لئے انکار نہ کردوں کہ یہاں مسجد نہیں۔ چنانچہ میں نے کہا اچھا مجھے مسجد دکھاؤ۔ اس نے مجھے مسجد دکھائی جو نہایت خوبصورت بنی ہوئی تھی، چٹائیاں اور دریاں وغیرہ بھی بچھی ہوئی تھیں اور امام کی جگہ ایک صاف قالینی مصلّٰی بچھا ہوا تھا اس پر مَیں خوش ہوا اور میں نے کہا لو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسجد بھی دے دی اب ہم اسی جگہ رہیں گے۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ کچھ لوگ باہر سے آئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ بڑی تباہی ہے بڑی تباہی ہے اور جالندھر کا خاص طور پر نام لیا کہ وہاں بھی بڑی تباہی ہوئی ہے۔ پھر انہوں نے کہا ہم نیلے گنبد میں داخل ہونے لگے تھے مگر ہمیں وہاں بھی داخل نہیں ہونے دیا۔ اُس وقت تک تو ہم صرف لاہور کا ہی نیلا گنبد سمجھتے تھے مگر بعد میں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ نیلے گنبد

سے مراد آسمان تھا اور مطلب یہ تھا کہ کھلے آسمان کے نیچے بھی مسلمانوں کو امن نہیں ملے گا۔ چنانچہ لوگ جب اپنے مکانوں اور شہروں سے نکل کر ریفیوجی کیمپوں میں جمع ہوتے تھے تو وہاں بھی سکھ ان پر حملہ کر دیتے اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو مار ڈالتے۔ اس رؤیا کے مطابق یہ جگہ مرکز کے لئے تجویز کی گئی ہے۔

جب مَیں قادیان سے آیا تو اُس وقت یہاں اتفاقاً چوہدری عزیز احمد صاحب احمدی سَب جج لگے ہوئے تھے۔ میں شیخوپورہ کے متعلق مشورہ کر رہا تھا کہ چوہدری عزیز احمد صاحب میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ مَیں نے اخبار میں آپ کی ایک اِس اِس رنگ کی خواب پڑھی ہے میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ، ضلع جھنگ کے قریب دریائے چناب کے پار ایک ایسا ٹکڑہ زمین ہے جو اس خواب کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ مَیں یہاں آیا اور میں نے کہا ٹھیک ہے خواب میں جو مَیں نے مقام دیکھا تھا اس کے اِردگرد بھی اسی قسم کے پہاڑی ٹیلے تھے۔ صرف ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ مَیں نے اُس میدان میں گھاس دیکھا تھا مگر یہ چٹیل میدان ہے۔ اب بارشوں کے بعد کچھ کچھ سبزہ نکلا ہے ممکن ہے ہمارے آنے کے بعد اللہ تعالیٰ یہاں گھاس بھی پیدا کر دے اور اس رقبہ کو سبزہ زار بنا دے۔ بہر حال اس رؤیا کے مطابق ہم نے اس جگہ کو چنا ہے اور یہ رؤیا وہ ہے جس کے ذریعہ چھ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمیں آئندہ آنے والے واقعات سے خبر دے دی تھی۔ دنیا میں کون ایسا انسان ہے جس کی طاقت میں یہ بات ہو کہ وہ چھ سال پہلے آئندہ آنے والے واقعات بیان کر دے۔ انگریزوں کی حکومت کے زمانہ میں بھلا قادیان پر حملہ کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا تھا۔ پھر قادیان کو چھوڑنا کس کے خیال میں آ سکتا تھا۔ کون خیال کر سکتا تھا کہ مسلمانوں پر ایک بہت بڑی تباہی آنے والی ہے اتنی بڑی کہ وہ اپنے شہروں اور گھروں سے نکل کر آسمان کے نیچے ڈیرے ڈالیں گے تو وہاں بھی وہ دشمن کے حملہ سے محفوظ نہیں ہوں گے مگر یہ تمام واقعات رونما ہوئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کے مطابق ہمیں ایک نیا مرکز بھی دیدیا۔ یہاں جس قسم کی مخالفت تھی اس کے لحاظ سے اس مرکز کا ملنا بھی اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت کا ایک کھلا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا کہ مخالفین کے اخباروں نے پیچھے شور مچایا اور ہمارا سَودا پہلے طے ہو چکا تھا۔ پھر اِس قدر جھوٹ

سے کام لیا گیا کہ اس زمین کے متعلق انہوں نے لکھا کہ حکومت کو پندرہ سَو روپیہ فی ایکڑ مل رہا تھا اور کئی مسلمان انجمنیں اُسے یہ روپیہ پیش کر رہی تھیں مگر حکومت نے یہ ٹکڑہ برائے نام قیمت پر احمدیوں کو دے دیا۔ گویا ان کے حساب سے پندرہ لاکھ روپیہ اس ٹکڑے کا حکومت کو مل رہا تھا مگر حکومت نے اس کی پرواہ نہ کی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے فوراً اعلان کرا دیا کہ پاکستان کا اتنا نقصان ہم برداشت نہیں کر سکتے اگر اتنا روپیہ دے کر کوئی شخص یہ زمین خرید سکتا ہے تو وہ اب بھی ہم سے یہ زمین اتنی قیمت پر لے لے تو یہ سارے کا سارا روپیہ حکومت پاکستان کو دے دیں گے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ پندرہ سَو روپیہ فی ایکڑ تو کجا پندرہ روپیہ فی ایکڑ بھی کوئی شخص دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ گورنمنٹ نے خود اپنے گزٹ میں اس کے متعلق متواتر اعلان کرایا مگر اسے پانچ روپیہ فی ایکڑ کی بھی کسی نے پیشکش نہ کی۔

غرض اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت ہم قادیان سے باہر آئے ہیں اور اسی کے منشاء کے ماتحت ہم یہاں ایک نیا مرکز بسانا چاہتے ہیں۔ ہر چیز میں روکیں حائل ہو سکتی ہیں اس لحاظ سے ممکن ہے ہمارے اس ارادہ میں بھی کوئی روک حائل ہو جائے لیکن ہمارا ارادہ اور ہماری نیت یہی ہے کہ ہم پھر ایک مرکز بنا کر اسلام کے غلبہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں ہمارا حامی و مددگار رہو۔ ہم نے اِس وادیٔ غیر ذی زرع کو جس میں فصل اور سبزیاں نہیں ہوتیں اس لئے چنا ہے کہ ہم یہاں بسیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کریں مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ساری فصلیں اور سبزیاں اور ثمرات خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ پس اوّل تو ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو صاف کرے اور ہمارے ارادوں کو پاک کرے اور پھر ہم اُسی سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ کے ظل کے طور پر اور مکہ مکرمہ کے موعود کے طفیل ہم کو بھی اس وادی میں ہر قسم کے ثمرات پہنچاوے گا۔ ہماری روزیاں کسی بندے کے سپرد نہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اپنے پاس سے ہم کو کھلائے گا اور ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ یہاں کے رہنے والوں میں دین کا اتنا جوش پیدا کر دے، دین کی اتنی محبت پیدا کر دے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا عشق پیدا کر دے کہ وہ پاگلوں کی طرح دنیا میں نکل جائیں اور اُس وقت تک گھر نہ لوٹیں جب تک دنیا کے کونے

کونے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم نہ کر دیں۔

بے شک دنیا کہے گی کہ یہ لوگ پاگل ہیں مگر ایک دن آئے گا اور یقیناً آئے گا اور یقیناً آئے گا یہ آسمان ٹل سکتا ہے یہ زمین ٹل سکتی ہے مگر یہ وعدہ نہیں ٹل سکتا کہ خدا ہمارے ہاتھ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کر دے گا اور وہ لوگ جو آج ہمیں پاگل کہتے ہیں شرمندہ ہو کر کہیں گے کہ اس چیز نے تو ہو کر ہی رہنا تھا۔ آثار ہی ایسے نظر آ رہے تھے جن سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ چیز ضرور وقوع میں آ کر رہے گی۔ جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگ پاگل کہتے تھے مگر اب عیسائی یہ کہتے ہیں کہ اُس وقت دنیا کے حالات ہی اِس قسم کے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوتی اور باقی مذاہب شکست کھا جاتے۔ جس طرح پہلے عقلمند کہلانے والے لوگ پاگل ثابت ہوئے اسی طرح اب بھی عقلمند کہلانے والے لوگ ہی پاگل ثابت ہوں گے اور دنیا پر اسلام غالب آ کر رہے گا۔ آؤ اب ہم ہاتھ اُٹھا کر آہستگی سے بھی اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہمارے ارادوں میں برکت ڈالے اور ہمیں اس مقدس کام کو دیانتداری کے ساتھ سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔

اِس کے بعد اس رقبہ کے چاروں کونوں پر قربانیاں کی جائیں گی اور ایک قربانی اس رقبہ کے وسط میں کی جائے گی۔ یہ قربانیاں اس علامت کے طور پر ہوں گی کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہو گئے تھے اور خدا تعالیٰ نے ان کی قربانی کو قبول فرما کر بکرے کی قربانی کا حکم دیا تھا اسی طرح ہم بھی اس زمین کے چاروں گوشوں پر اور ایک اس زمین کے سنٹر میں اس نیت اور ارادہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں کہ خدا ہمیں اور ہماری اولادوں کو ہمیشہ اس راہ میں قربان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل سالانہ نمبر ۱۹۶۴ء)

۱؎ البقرة: ۱۲۸ ۲؎ البقرة: ۱۲۹